آتے ہیں۔

(۱) سرکاری سطح پر تعلیم عملاً ہماری ترجیحات میں شامل ہی نہیں۔ (۲) تعلیم کے شعبے کے لیے انتہائی قلیل اور ناکافی رقم فراہم کی جاتی ہے۔ (۳) ملک میں بیک وقت کئی قسم کے نظام ہائے تعلیم چل رہے ہیں، جس سے ملک میں معاشی، سیاسی اور معاشرتی طبقاتی تفاوت میں اضافہ ہو رہا ہے۔ (۴) ذریعہ تعلیم کی اہمیت کو مسلسل نظرانداز کرتے ہوئے ہر قیمت پر انگریزی زبان کو مسلط کرنے کی کوشش کی جارہی ہے۔ (۵) فروغ تعلیم کے لیے منصوبہ بندی کا فقدان ہے۔ (۶) نصاب تعلیم اور امتحانی صورت حال کو بہتر بنانے کے لیے کوئی توجہ نہیں دی جارہی۔ نتیجتاً تعلیم کا معیار دن بدن گر رہا ہے۔ (۷) سائنسی مضامین کی تدریس کے لیے مطلوبہ تعلیمی قابلیت کے حامل اساتذہ موجود نہیں ہیں اور سائنس پڑھنے والے طلبہ کی تعداد سال بہ سال کم ہو رہی ہے۔

کتاب میں تعلیم سے متعلق تمام اہم امور سے بحث کی گئی ہے۔ مگر ایک کمی یہ محسوس ہوئی کہ تعلیم و تدریس کی کامیابی کے سلسلے میں والدین کے کردار کو زیربحث نہیں لایا گیا۔ تعلیم اور اس کے گوناگوں مسائل سے دلچسپی رکھنے والوں کے لیے یہ کتاب ایک قیمتی اور نہایت سودمند دستاویز کی حیثیت رکھتی ہے۔ (پروفیسر رؤف احمد شاہ)

مضامین غلام ربانی غلام ربانی۔ ناشر: انجمن ترقی اردو، پاکستان، ۱۵۹ ڈی، بلاک ۷، گلشن اقبال، کراچی۔ صفحات ۲۴۴۔ قیمت ۱۰۰ روپے۔

مختلف موضوعات پر ۲۶ دلچسپ مضامین کا یہ مجموعہ ایک ایسے بزرگ اہل قلم کی یادگار ہے، جنھیں مدت دراز تک محمد علی جوہر اور بابائے اردو مولوی عبدالحق ایسے اکابر کی رفاقت میں کام کرنے کا موقع ملا۔ مولوی غلام ربانی کی نثرنگاری کا آغاز ۱۹۰۸ء میں "پیسہ اخبار" سے ہوا۔ پھر ان کی تحریریں "کامریڈ"، "ہمدرد"، "تمدن"، "ہمایوں"، "اردو"، "نورس" اور "جامعہ" وغیرہ میں شائع ہوتی رہیں۔ وہ انجمن ترقی اردو کے مختلف علمی کاموں میں مولوی عبدالحق کے علمی معاون رہے۔ اور انھوں نے انجمن کے لیے متعدد کتابیں تصنیف و تالیف کیں۔

زیرنظر مضامین میں بڑا تنوع ہے۔ چند عنوانات: سرسید اور علم الآثار، سکے، تاریخ اور شاعری، محراب، مینار، لال قلعہ، فن اور زندگی، کائنات کا مذہبی تصور، اردو ہندی ڈکشنری، اورنگ آباد، الف لیلہ کا بغداد، اجنتا کی نقاشی کی کہانی، دلی کے مقبرے، مرزا فرحت اللہ بیگ کا مزاح وغیرہ۔

مضامین بظاہر بیانیہ اور تاثراتی ہیں، مگر ان سے مصنف کے نکتہ رس ذہن، دانش ورانہ مزاج،